کھلا خط

بنام علماء حنفیہ

کا

مدلل جواب

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم: برادران اسلام ہمارے ملک میں دو فرقے آباد ہیں ایک نے اپنا نام اہل قرآن رکھا ہوا ہے وہ قرآن کا نام لے لے کر سادہ لوح عوام کو گمراہ کرتے رہتے ہیں لیکن دین سے اتنے بے خبر ہیں کہ ان کو بارہا کہا گیا کہ نماز جس کی بار بار تاکید قرآن مجید میں موجود ہے اور جو توحید و رسالت کو مان لینے کے بعد اسلام کا سب سے بڑا رکن ہے اور ہر مسلمان مرد و عورت پر پانچ مرتبہ ایک دن رات میں فرض ہے اس کے ادا کرنے کا مکمل طریقہ۔ رکعات۔ شرائط۔ ارکان۔ واجبات۔ سنن۔ مستحبات۔ مکروہات۔ مفسدات۔ مسائل سہو وغیرہ صرف قرآن پاک کی صریح آیات سے ثابت کر دیں مگر وہ اس سے بالکل عاجز ہیں جس سے ملک کا ہر شخص سمجھ چکا ہے کہ ان کا دعویٰ عمل بالقرآن بالکل جھوٹا ہے جو نماز ان پر روزانہ پانچ مرتبہ فرض ہے اس کو تو وہ ثابت نہیں کر سکتے ہاں سادہ لوح عوام کو رات دن یہ بتاتے رہتے ہیں کہ احادیث قرآن کے خلاف ہیں۔ احادیث میں بہت اختلاف ہے اور رات دن محدثین پر نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں اور صرف حدیث اور محدثین کو گالیاں دینا ہی ان کے نزدیک عمل بالقرآن ہے۔ معاذ اللہ

دوسرا فرقہ اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتا ہے جو حدیث کا نام لے لے کر عوام کو گمراہ کرتا رہتا ہے لیکن دینی علوم سے اتنا ہی کورا ہے جتنے ان کے بڑے بھائی اہل قرآن یہ بھی نماز کا مکمل طریقہ بتفصیل بالا احادیث صحیحہ صریحہ غیر معارضہ سے ثابت کرنے سے ایسا ہی عاجز ہے جیسا کہ ان کے بڑے بھائی (اہل قرآن) چنانچہ رحیم یار خان، کوہاٹ، گوجرانوالہ۔ کراچی۔ شہداد کوٹ۔ علاقہ سرائے سدھو۔ ملتان۔ حویلی بہادر شاہ، لاہور، مکڑوالا۔ اوکاڑہ وغیرہ مقامات پر وہ مناظروں میں اتنے ذلیل ہو چکے ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے مسائل تک ثابت کرنے سے عاجز آ گئے ہیں۔ اور عوام و خواص کے سامنے یہ راز فاش ہو چکا ہے۔ کہ ان کا دعویٰ عمل بالحدیث ایسا ہی جھوٹا ہے جیسے منکرین حدیث کا دعویٰ عمل بالقرآن جھوٹا ہے۔

اب تو یہ فرقہ اتنا بوکھلا چکا ہے کہ انہیں یہ کہو کہ مکمل نماز، مکمل نماز وتر، مکمل نماز جنازہ، مکمل مسائل تراویح۔ مکمل قانون دیوانی۔ مکمل قانون فوجداری احادیث صحیحہ صریحہ غیر معارضہ سے ثابت کر کے دکھلا دو تو ان کا ثبوت پیش کرنے کی بجائے فقہ اور فقہاء کو گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں اور اب تو یہ پورے ملک میں فیصلہ کر چکے ہیں کہ ہم اپنی مکمل نماز مکمل طریقہ نماز جنازہ مکمل مسائل نماز تراویح۔ مکمل مسائل قربانی۔ مکمل مسائل قانون اسلامی کو ثابت کرنے کے لیے کبھی بھی تا قیام قیامت ہرگز ہرگز مناظرہ نہیں کریں گے جس طرح قادیانی مرزا کی سیرت پر مناظرہ نہیں کرتا اسی طرح یہ مکمل مسائل پر مناظرہ بالکل نہیں کرتے ہاں اپنے ان پڑھ عوام کو خوش رکھنے کے لیے فقہاء کو گالیاں دیتے ہیں اور اس کام کے لیے وہ تمام شرعی۔ قانونی اور اخلاقی قدروں کو بھی پامال کر جاتے ہیں کبھی بغیر پرنٹ لائن کے کوئی اشتہار شائع کر دیا جس میں فقہ پر اعتراض کرنے میں وہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے جو سوامی دیانند نے قرآن کے خلاف اور عبداللہ چکڑالوی نے حدیث کے خلاف استعمال کیا تھا کبھی کسی مجہول شخص کے نام سے کوئی فوٹوسٹیٹ ہر شہر میں گھمایا جاتا ہے لامذہب غیر مقلدین اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ محض فریب ہے یہ جھوٹ اور خیانت کا مجموعہ ہیں لیکن پھر بھی ان کو دھڑا دھڑ تقسیم کرتے ہیں جب شہر اور علاقہ کی فضا مکدر ہو جاتی ہے اور وہ اشتہار انتظامیہ تک پہنچائے جائیں تو سب ان سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں اگر ان اشتہاروں کی غلطیاں بتائی جائیں تو اس علاقے میں ان کی عام تقسیم بند کر دیتے ہیں اور یہ کہہ کر جان چھڑاتے ہیں کہ ہم ان کی غلطیوں کے ذمہ دار نہیں ہم اشتہار والے کے مقلد تھوڑے ہیں جب پوچھا جاتا ہے کہ جب تم ان غلط اشتہاروں کو پھیلا رہے تھے کیا اس وقت تم اس اشتہار والے کے مقلد تھے تم تقلید کو کفر بھی کہتے ہو اور اس اشتہار والے کی تقلید کر کے ان کی اشاعت بھی کرتے ہو اور جب حوالے دکھانے کا مطالبہ ہو تو فوراً لاتعلق ہو جاتے ہیں گویا اس حدیث پر عمل کرتے ہو کہ صبح کو مومن ہوں گے شام کو کافر اور شام کو مومن ہوں گے صبح کو کافر۔

اس فرقے کی سب سے بڑی بزدلی یہ بھی ہے کہ ان کے اصل مدمقابل منکرین حدیث ہیں لیکن یہ کبھی ان سے مناظرہ نہیں کرتے بلکہ اگر کسی علاقہ میں وہ مناظرہ کا چیلنج دیں تو دھڑ ادھڑ منکر حدیث بننا شروع کر دیتے ہیں آپ منکرین حدیث کی تاریخ پڑھ کر دیکھیں تو آپ اس تاریخی حقیقت کو تسلیم کر لیں گے کہ سو فیصد منکرین حدیث انہی سے بنے ہیں۔

اس فرقے کی نفسیات یہ ہے کہ اس فرقے کے سینکڑوں آدمی قادیانی بن جاتے ہیں۔ ان کو کوئی صدمہ نہیں ہوتا۔ ان کے سینکڑوں آدمی منکر حدیث بن جاتے ہیں انہیں کوئی غم نہیں ان کے بیسیوں آدمی رافضی بن چکے ہیں انہیں کوئی پرواہ نہیں ان میں سے سینکڑوں آدمی دہریہ بن گئے ہیں انہیں ذرا دکھ نہیں۔ ان کے نزدیک عمل بالحدیث صرف فقہ کو گالیاں دینے کا نام ہے۔

چنانچہ ملک بھر میں مکمل نماز کے مسائل پر پے در پے ذلت آمیز اور بار بار عبرتناک شکستیں کھانے کے بعد ۲۶ فروری کو راولپنڈی میں فقہ کی چند عبارات پر مناظرہ کیا ان کے مذہب کی جو خرافات احناف نے بیان کیں ان میں سے ایک حوالے کو بھی نہ یہ غلط ثابت کر سکے اور نہ ہی کسی ایک حوالے کا جواب دے سکے۔ اور جو حوالے لامذہب مناظر نے پیش کئے حنفی مناظر نے ثابت کیا کہ قادیانی اور سوامی دیانند تو ایک حوالے میں ایک بددیانتی کرتا تھا مگر اس نے لفظ حدیث کی آڑ میں ایک ایک حوالے میں چار چار پانچ پانچ بددیانتیاں کیں اور نہایت ذلیل ہوئے اور سب سے بڑی ذلت یہ ہوئی کہ لامذہب مناظر کا دعویٰ تھا کہ فقہ کے مسائل قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ لامذہب مناظر ان میں سے کسی مسئلہ کے خلاف بھی صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش نہ کر سکا۔ اور قیامت تو یہ ٹوٹ رہی تھی کہ اس کو زنا موجب حد اور حد کی شرعی تعریف تک نہیں آ رہی تھی راولپنڈی کا یہ مناظرہ ان کی علمی واخلاقی ...... موت تھا۔

اس مناظرہ کے بعد ان کے علماء تو سخت شرمسار ہوئے لیکن جاہل مجہول

دکانداروں کے نام سے پمفلت شائع ہونے شروع ہوئے ایسے ہی اشتہارات کی ایک کڑی یہ بھی ہے۔

چونکہ راولپنڈی کے مناظرہ میں لامذہب اسی بات پر سخت پریشان تھے کہ ہمارے مناظر نے پیش کردہ مسائل فقہ کے خلاف کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کی اسی لیے خالد حمید نے اس خط میں اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی لیکن راولپنڈی میں پیش کردہ عبارات کے خلاف صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کرنے سے وہ اب بھی ایسے ہی ناکام رہے ہیں جیسے ان کا مناظر ناکام رہا تھا البتہ ان مسائل سے پہلے چار نئے مسائل لکھے ہیں جن کو بزعم خود اس نے قرآن و حدیث کے خلاف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

حنفی فقہ کے بارے میں لامذہب یہ دعویٰ رکھتے ہیں کہ اس کے تمام مفتیٰ بہا مسائل قرآن پاک کی صریح آیات اور آنحضرت ﷺ کی صحیح صریح غیر معارض احادیث کے خلاف ہیں ہم نے پورے ملک میں ان کے اس چیلنج کو قبول کرلیا اور انہیں کہا کہ ہم فقہ کی کتاب لے کر بیٹھتے ہیں اور بالترتیب فقہ کے مسائل پڑھتے جائیں گے آپ بالترتیب ہر ہر مسئلہ کے خلاف ایک ایک صریح آیت یا ایک ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کرتے جائیں حدیث کی صحت وضعف یا کسی بات میں بھی آپ کسی غیر معصوم امتی کا قول پیش نہیں کرسکیں گے لیکن اس صحیح طریق فیصلہ پر لامذہب نہ آئے ہیں نہ قیامت تک آسکتے ہیں کیونکہ اس طرح فقہ کی کتاب کے ایک صفحہ میں ہی ان کا علمی دیوالیہ نکل جاتا ہے کیونکہ فقہ حنفی کے مسائل تقریباً بارہ لاکھ نوے ہزار ہیں اور یہ لوگ ہر ہر مسئلہ کے خلاف ایک ایک حدیث بھی پیش کریں تو انہیں تقریباً بارہ لاکھ نوے ہزار باسند اور صحیح احادیث پیش کرنا پڑیں گی اس لیے لامذہب غیر مقلد مناظر زہر کا پیالہ پی کر خودکشی کی حرام موت تو مرسکتا ہے مگر اس طریق فیصلہ پر نہیں آسکتا۔

اجتہادی مسائل کے بارے میں رسول پاک ؐ کا فیصلہ

حضرت عمرو بن العاص ؓ اور حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ اذا حکم الحاکم فاجتهد فاصاب فله اجران و اذا حکم فاجتهد ثم اخطا فله اجر.
(بخاری ص۹۲ ج ۲)

جب حاکم اجتہاد سے فیصلہ کرے اور صحیح فیصلہ پر پہنچ جائے تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اور اگر حاکم اجتہاد سے فیصلہ کرے اور خطاء ہو جائے تو ایک اجر کا مستحق ہے۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مجتہد معصوم تو نہیں ہوتا کیونکہ اجتہاد میں خطاء کا احتمال بھی ہے مگر وہ مطعون بھی نہیں ہوتا کہ اس پر زبان طعن دراز کی جائے بلکہ مجتہد کے لیے ہر ہر حال میں ماجور ہے خواہ دو اجر کا مستحق ہو یا ایک اجر کا تو جس کو خدا اجر دے رہا ہے اس پر طعن کرنے والا اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ مجتہد کا ذرا بھر نقصان نہیں بلکہ نا اہل کی طرف سے اس پر طعن مزید بلندی درجات کا موجب ہوتا ہے۔

جناب من: جب مجتہد اجتہاد سے فیصلہ دیتا ہے تو اس اجتہادی فیصلے کو تسلیم کرنے والا اس کا مقلد کہلاتا ہے اور جو شخص نہ خود حاکم مجتہد ہو نہ اس کے فیصلے کو تسلیم کرے اسے عرف عام میں باغی کہا جاتا ہے۔ آپ جیسے نا اہل کو تو مجتہد سے بغاوت کی بھی اجازت کتاب وسنت میں موجود نہیں چہ جائیکہ آپ اپنے آپ کو مجتہدین کا جج سمجھ لیں۔

اگر آپ واقعی حدیث رسول کو مانتے ہوتے تو آپ کا فرض تھا کہ رسول اقدس ﷺ کے فیصلے کو تسلیم کر کے خط میں یہ لکھتے کہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ ؒ جو باجماع امت مجتہد ہیں ان کے اجتہادی مسائل کی تعداد بارہ لاکھ نوے ہزار ہے جن میں سے میری ناقص رائے میں یہ نو مسائل ایسے ہیں جن میں امام صاحب ؒ سے خطاء ہوئی ہے اس لیے میری غیر معصوم اور ناقص رائے کے مطابق امام اعظم ؒ کو بارہ لاکھ نواسی ہزار نو سو اکیانوے مسائل میں دو اجر ملے ہیں اور ان نو مسائل میں ان کو ایک اجر ملا ہے اور یہ حق بھی آپ کو اس وقت تھا کہ آپ خود اجتہاد کے اہل ہوتے۔ ورنہ آپ کو یہ حق ہر گز نہیں تھا۔

رسول اقدس ﷺ کا ایک اور فیصلہ

حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر کئی امور کے بارہ میں بیعت کی جن میں ایک یہ بات بھی تھی ان لا ننازع الا مر اھلہ (نسائی ص ۱۵۹ ج ۲) یعنی ہم کسی امر کے اہل سے جھگڑا نہیں کریں گے آنحضرت ﷺ کے اس اصول کو ساری دنیا نے قبول کرلیا ہے اس لیے ساری دنیا کا اتفاق ہے کہ جسٹس سے اختلاف رائے کا حق جسٹس کو ہے کسی نااہل ملزم کو یہ حق ہرگز نہیں ڈاکٹر سے اختلاف رائے کا حق ڈاکٹر کو ہے کسی مریض کو نہیں کیونکہ وہ نااہل ہے محدث سے اختلاف رائے کا حق محدث کو ہے حدیث کی کتاب کی صرف اردو خواندگی والے کو یہ حق نہیں کیونکہ وہ نااہل ہے اسی طرح مجتہد سے اختلاف کا حق مجتہد کو تو ہے مگر کسی دوکاندار کو نہیں اگر آپ ملکۂ اجتہاد نہ ہوتے ہوئے مجتہد اعظم سے منازعت کر رہے ہیں تو آپ رسول اکرم ﷺ کے بھی نافرمان ہیں۔ حافظ صاحب اگر آپ کو یہ شوق ہے تو ایک مجلس مقرر کریں ہم آپ کو کسی ڈاکٹر کے دس نسخے اور ڈاکٹری کی کتاب کسی جسٹس کے دس فیصلے اور قانون کی کتاب۔ کسی انجینئر کے دس نقشے اور اس فن کی کتاب دیں گے آپ ڈاکٹر کی جو غلطیاں نکالیں گے ان کو ڈاکٹروں کے بنچ میں جسٹس کی غلطیوں کو جسٹس صاحبان کے بنچ میں، انجینئر کے نقشوں کو انجینئروں کے بنچ میں رکھیں گے ہمارا کامل یقین ہے کہ تمام بورڈ ایک ہی متفقہ فیصلہ دیں گے کہ حافظ جی کو پاگل خانے بھیج دو آزمائش شرط ہے۔

چیلنج

حافظ صاحب آپ کو تو اجتہاد کی ہوا بھی نہیں لگی آپ اور آپ کی ساری جماعت مل کر قرآن کی صریح آیت یا کسی ایک ہی صحیح صریح غیر معارض حدیث سے اجتہاد کی جامع مانع تعریف اور مجتہد کی شرائط نہیں بتا سکتے۔ آپ کوشش کر دیکھیں سارا زور علم پوری جماعت مل کر صرف کرے قیامت تک عاجز اور بے بس رہو گے ہاں ہم

ادلہ اربعہ کے ماننے والے ہیں آپ ہم سے سوال کریں کہ ادلہ اربعہ شرعیہ میں سے کسی دلیل شرعی سے اجتہاد کی تعریف اور مجتہد کے شرائط بیان کرو ہم انشاء اللہ العزیز دس منٹ کے اندر اندر اس کا جواب دیں گے۔ جب آپ اجتہاد کی تعریف اور شرائط سے بھی جاہل ہیں تو آپ جیسے نا اہل کا امام اعظمؒ سے مسائل اجتہادیہ میں منازعت کرنا حدیث رسول ان لا ننازع الامر اهله کی صریح مخالفت ہے۔

چیلنج

عام طور پر لامذہب یہ کہا کرتے ہیں کہ ہم چاروں اماموں کے مسائل میں سے وہ مسئلہ لیتے ہیں جو قرآن وحدیث کے موافق ہو یہ محض دروغ بے فروغ ہے اگر آپ بھی اس غلط فہمی کے مریض ہیں تو آیئے ایک مجلس مقرر کریں ہم مختلف ابواب فقہ سے ۱۰۰ مسائل آپ کے سامنے رکھیں گے اور مصری ٹائپ کی حدیث کی کتابیں اور غیر مترجم قرآن پاک دیں گے آپ پہلے ہر مسئلے میں چاروں اماموں کا مسلک بیان کریں گے پھر ہر امام کے دلائل بیان کریں گے اور پھر صحیح صریح غیر معارض حدیث سے ایک امام کے قول کو صحیح اور تین اماموں کے اقوال کو غلط ثابت کریں گے حافظ آپ تو خیر کس باغ کی مولی ہیں آپ کے بڑے بڑوں کا پتہ پانی ہو رہا ہے ہم نے کئی سالوں سے یہ چیلنج دے رکھا ہے لیکن آپ کی طرف سے موت کی سی خاموشی ہے اور انشاء اللہ صور اسرافیل تک یہی خاموشی رہے گی۔

نوٹ ضروری

قرآن و حدیث اور فقہ میں مخالفت ثابت کرنے کے لیے تین باتیں ضروری ہیں۔

۱۔ قرآن وحدیث کا پورا علم ہو۔

۲۔ فقہ کے مسئلہ کو پورا اور صحیح سمجھا ہو۔

۳۔ فقہاء نے اس کی کوئی دلیل بیان کی ہو تو اس کا جواب دے کوئی بات قرآن کی صریح آیت یا صحیح صریح حدیث کے علاوہ نہ کرے۔

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور فیصلہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو بنو قریظہ کی طرف بھیجا اور بڑی تاکید سے فرمایا لا یُصَلِّیَنَّ اَحَدُکُم العَصر الافِی بَنِی قُرَیُظَه۔

(بخاری ص۵۹۱ ج۲)

یعنی ہر گز کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنو قریظہ میں یہ حدیث صحابہؓ نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی جوان کے حق میں قطعی الثبوت بھی تھی اور قطعی الدلالت بھی مگر جب راستہ میں نماز عصر کا آخری وقت آ گیا تو بعض صحابہ نے راستے میں نماز پڑھ لی اور بعض نے قضا کر کے بنو قریظہ میں جا کر پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی پر اعتراض نہ کیا۔

حافظ ابن القیم وغیرہ علماء فرماتے ہیں کہ بظاہر یہاں قرآن اور حدیث میں تعارض ہو گیا تھا قرآن کہتا ہے کہ ﴿اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰباً مَّوۡقُوۡتاً﴾ نماز کے وقت اسی لیے مقرر ہیں کہ نماز وقت کے اندر پڑھی جائے اس لیے انہوں نے قرآن پاک کے قاعدہ کے موافق نماز وقت میں ادا کر لی اور حدیث میں تاویل کی کہ حضرت کا مقصد نماز قضا کروانا نہ تھا بلکہ یہ مقصد تھا کہ اتنی جلدی کرو کہ عصر کے وقت میں ہی بنو قریظہ کے ہاں پہنچ جاؤ۔ دوسرے فریق نے قرآن کی آیت میں تاویل کی کہ یہ اصول برحق مگر آج کی نماز کو حضرت نے اس سے مستثنیٰ فرما دیا ہے حافظ ابن القیم فرماتے ہیں جنہوں نے راستہ میں نماز پڑھی تھی ان کو دو اجر ملے اور جنہوں نے قضا کر کے پڑھی تھی ان کو ایک اجر ملا۔ (زاد المعاد ص۷۱ ج۲)

اب دیکھئے صحابہؓ کے اس اجتہادی اختلاف پر نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میرے صحابہ میں سے ایک جماعت نے قرآن کی مخالفت کی دوسری جماعت نے صحیح صریح حدیث کی مخالفت کی اور نہ ہی صحابہ کی دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو مخالف قرآن اور مخالف حدیث کہا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس مسئلہ میں دلائل شرعیہ متعارض ہوں وہاں مجتہدین کو یہ حق ہے کہ وہ ایک پہلو کو اختیار کریں مگر یہ حق مجتہدین کو بھی نہیں کہ اپنے مدمقابل کو قرآن یا حدیث کا مخالف کہے چہ جائیکہ جناب جیسے نااہل مجتہدین کا منہ چڑائیں۔

قیام حشر کیوں نہ ہو اک کلچڑی گنجی
کرے ہے حضور بلبل بستان نوانجی

ایسے موقع پر دوسرے کو قرآن و حدیث کا مخالف کہنا خود حدیث صحیح متفق علیہ کی صریح مخالفت ہے۔

حافظ صاحب لکھتے ہیں میرے ایک دوست نے مجھے یہ بتا کر ورطۂ حیرت میں ڈال دیا کہ فقہ حنفی کے بہت سے مسائل آیات قرآنی کے خلاف ہیں (پھر تین مسائل پیش کئے ہیں ۱۲۹۰۰۰۰ [۳] مخالف قرآن) اور ان گنت مسائل صحیح اور صریح احادیث رسول اللہ ﷺ سے متصادم ہیں (پھر ایک مسئلہ بیان کیا ہے ۱۲۹۰۰۰۰ [۱] مخالف حدیث) پھر پانچ وہ مسائل لکھے ہیں جو ۲۶ فروری ۸۴ء کو راولپنڈی کے مناظرہ میں زیر بحث آئے لیکن نہ مناظرہ میں ان مسائل کے خلاف کوئی صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کر سکے تھے نہ اب پیش کر سکے ہیں۔ اب بالترتیب ان مسائل کو دیکھیں۔

مدت رضاعت

مُدت رضاعت قرآن میں دو سال مقرر کی گئی ہے۔ (البقرہ) لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مدت اڑھائی سال ہے (ہدایہ ص ۳۵۰ ج ۲) حافظ صاحب نے اس ایک سطر میں پانچ بددیانتیاں کی ہیں جن کی مثال ہمیں پادری فانڈر کے لٹریچر میں بھی نہیں ملی۔

حافظ جی کو فقہ نہیں آتی

حق تعالیٰ کا قانون ہے کہ بندہ جس نعمت کی ناشکری کرے وہ نعمت خدا اس سے چھین لیتا ہے لامذہب غیر مقلدین نے فقہ کے خلاف زبان طعن دراز کی خدا نے یہ نعمت

ان سے چھین لی حافظ صاحب تو کیا ہیں ان کے بڑے بڑے علماء اس سے محروم ہیں ان کے بڑے بڑے مدارس میں دیکھو تو ہدایہ پڑھانے کے لیے حنفی مدرسین رکھتے ہیں۔

(نفس مسئلہ) صاحب ہدایہ نے یہاں دو قسم کی عورتوں کا ذکر فرمایا ہے اور دو قسم کی مدت بیان کر کے دونوں قسموں کو قرآن وحدیث سے ثابت کیا ہے۔

ا۔ وہ عورت جو خاوند کے نکاح میں ہے اور بغیر اجرت لیے بچے کو دودھ پلا رہی ہے اس بچے کی مدت رضاعت اڑھائی سال بیان کی ہے اور دلیل میں قرآن پاک کی آیت پیش فرمائی ہے ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْراً . . .﴾ (الاحقاف) اٹھانا بچے کو اور دودھ چھڑانا اس کا تیس ماہ (اڑھائی سال) میں۔ اس آیت میں حمل کے دو معنے ہو سکتے ہیں پیٹ میں اٹھانا یا گود میں اٹھانا اگر یہاں پیٹ میں اٹھانا مراد ہو تو صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت بھی اڑھائی سال اور دودھ چھڑانے کی زیادہ سے زیادہ مدت بھی اڑھائی سال ہوئی جیسے کوئی شخص کہے کہ فلاں شخص کے ذمہ ایک ہزار روپیہ اور پانچ بوری گندم اڑھائی سال پانچ بوری گندم کے لیے بھی اڑھائی سال کوئی یہ نہ کہے گا کہ چونکہ دو چیزوں کا بیان ہے اس لئے سوا سال ہزار روپیہ کی اور سوا سال پانچ بوری گندم کی اور مجموعہ اڑھائی سال ہے (ہدایہ مع عنایہ) اگر کوئی شخص یہاں حمل کا معنی پیٹ میں اٹھانے کا لے اور اڑھائی سال دونوں کی مجموعی مدت قرار دے تو وہ یہ بتائے کہ جو بچہ چھ ماہ ماں کے پیٹ میں رہا وہ تو دو سال دودھ پیئے گا جو ۹ ماہ پیٹ میں رہا وہ پونے دو سال جو ڈیڑھ سال ماں کے پیٹ میں رہا وہ ایک سال دودھ پیئے اور جو دو سال ماں کے پیٹ میں رہے وہ چھ ماہ دودھ پیئے اور بعض کے نزدیک تو حمل چار سال تک بھی رہ سکتا ہے تو ایسے بچے پر تو ایک قطرہ دودھ بھی حرام ہوگا اس لیے آسان مطلب یہ ہے کہ حمل سے گود میں اٹھانا مراد لیا جائے تو آیت کا معنی ہوگا اور گود میں اٹھانا اور دودھ چھڑانا اس کا تیس ماہ یعنی اڑھائی سال میں۔

(تفسیر احکام القرآن ص ۳۹۱ ج ۱ تحت اشراف مولانا اشرف علی تھانویؒ)

۲۔ دوسری وہ عورت ہے جس کو خاوند نے طلاق دے دی ہے اور وہ اب بچے کو اجرت پر دودھ پلا رہی ہے اس میں مرد۔ عورت اور بچے تینوں کے حقوق کو مدنظر رکھ کر دو سال مدت رضاعت کی اجرت لینے کا حق دیا ہے۔ اور اس پر صاحب ہدایہ سورۃ البقرہ والی آیت اور حدیث لا رضاع بعد الحولین پیش فرمارہے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ ان عورتوں کا ذکر فرماتے ہوئے جن کو طلاق مل چکی ہے اور وہ اجرت پر دودھ پلا رہی ہیں فرماتے ہیں ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (البقرہ) اور اجرت پر دودھ پلانے والی مائیں اپنی اولاد کو دودھ پلائیں پورے دو سال اس خاوند کے لیے جو اجرت والی مدت رضاعت کو پورا کرنا چاہے۔ اور والد پر ضروری ہے کہ ان دو سالوں میں اس عورت کو نان ونفقہ دے رواج کے موافق اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں پھر دو سال کے بعد اگر فان ارادا فصالاً اگر وہ دونوں دودھ چھڑانے کا ارادہ کریں عن تراض منهما وتشاور باہمی رضامندی اور مشورہ سے تو فلا جناح علیهما ان پر کوئی گناہ نہیں" فان ارادا فصالاً عن تراض فانهٗ ذكر بحرف الفاء معلقا بالتراضی ولو كان الرضاع بعده حراماًلم يعلق به لانه لا اثر للتراضی فی ازالة المحرم شرعاً (عنایہ علی الهدایہ ص ۳۵۰ حاشیہ نمبر ۱۴) اور حضرت ابن عباسؓ آیت فان ارادا فصالا کی تفسیر میں فرماتے ہیں قبل الحولين او بعدالحولين (تفسیر ابن جریر بسند حسن ص ۳۰۲ ج ۲) یعنی دو سال سے پہلے چھڑانا چاہیں یا دو سال کے بعد اور حضرت عطاء بھی اس آیت کی تفسیر میں یہی فرماتے ہیں اگر چاہے تو دو سال سے زیادہ پلائے۔ (تفسیر ابن جریر ص ۳۰۲ ج ۲)

اب دیکھئے حافظ صاحب نے دو بددیانتیاں تو قرآن کے ساتھ کیں اڑھائی سال والی آیت کا سرے سے انکار کر دیا دو سال والی آیت میں ایک بددیانتی تو یہ کی کہ یہ نہ بتایا وہ مطلقہ عورتوں کے بارہ میں ہے جو اجرت پر دودھ پلائیں دوسری

بددیانتی یہ کی کہ اس کے بعد آیت فَاِنْ اَرَادَا فِصَالاً کی طرف اشارہ تک بھی نہیں کیا اور تین بددیانتیاں ہدایہ کے ساتھ کیں صاحب ہدایہ نے اڑھائی سال کی دو دلیلیں بیان کی تھیں ایک قرآنی اور ایک عقلی دونوں میں سے کسی کا نام تک نہ لیا اور دو سال والی آیت کا مطلب جو صاحب ہدایہ نے بیان کیا تھا اس کا ذکر تک نہ کیا۔

ان چھ کے علاوہ ساتویں بددیانتی یہ کی کہ ان کے مذہب میں ڈاڑھی والے بوڑھے کو بھی پستان نوشی کی اجازت ہے۔ (عرف الجادی۔نزل الابرار) جو قرآن کی دونوں آیتوں کے خلاف ہے یہاں حافظ صاحب ایسے خاموش ہوئے کہ ان پر گونگے شیطان ہونے کا یقین ہونے لگا ورنہ وہ چیخ اٹھتے کہ کیا قیامت آگئی ہے کہ حدیث حدیث کا نام لے کر قرآن پاک کی کھلم کھلا مخالفت کی جا رہی ہے اور آٹھویں بددیانتی یہ کی کہ حنفی مذہب کے مفتیٰ بہ قول کی وضاحت نہ کی۔ احناف کو کسی بات پر ضد نہیں ہے امام صاحبؒ اڑھائی سال کے قائل ہیں اور صاحبین دو سال کے اس لیے احناف ان میں تطبیق اس طرح دیتے ہیں کہ دودھ پلانے میں دو سال کی مدت پر اتفاق ہے کہ دودھ حلال ہے چھ ماہ میں اختلاف ہے جہاں حرام حلال میں تعارض ہو تو اسے چھوڑ دینا چاہیئے تو دودھ پلانے میں فتویٰ دو سال پر مناسب ہے تاکہ مشکوک دودھ جو خلاف تقویٰ ہے اس سے پرہیز ہو جائے دوسری طرف اگر کسی بچے نے عورت کا دودھ دو سال کے بعد اڑھائی سال کے اندر پی لیا تو وہ اس کی رضاعی ماں بنے گی یا اڑھائی سال والے فتوے پر ماں بنے گی اور دو سال والے قول پر ماں نہیں بنے گی اب اس عورت اور اس کی بیٹیوں سے نکاح کے جائز ناجائز ہونے کا سوال اٹھے گا تو احتیاط اسی میں ہے کہ اڑھائی سال والے قول پر فتویٰ دے کر حرمت مان لی جائے ایسا نہ ہو کہ ساری عمر حرام میں مبتلا رہے اور یہ بات بھی حدیث کے عین موافق ہے حضورؐ نے فرمایا حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے اور ان دو کے درمیان کچھ متشابہات ہیں ان سے بچو اب دیکھو کہ حافظ صاحب نے فقہ کے ایک مسئلہ کو قرآن کے خلاف ثابت کرنے کے لیے آٹھ بددیانتیاں کیں جس کی مثال ماسٹر رام چندر کے ہاں بھی نہیں

ملتی اور یہ بات تو صاف سمجھ میں آ گئی کہ حافظ صاحب کو نہ قرآن آتا اور نہ فقہ آتی ہے وہ جاہل مرکب ہیں۔

مشرک کا حرم پاک میں داخلہ

سورۃ توبہ میں ہے کہ مشرک حرم پاک کے قریب نہ پھٹکیں اور ہدایہ میں ہے کہ اہل ذمہ کے داخلہ میں کوئی مضائقہ نہیں ہم تو پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ حافظ صاحب کو نہ قرآن آتا ہے اور نہ ہی فقہ آتی ہے قرآن پاک میں دو آیات ہیں۔

ا۔ ﴿اُولٰئِکَ مَاکَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَا اِلَّا خَائِفِیْنَ o لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾ (البقرہ۔ ع ۱۴)

ان کو نہیں چاہئے تھا کہ ان مساجد میں داخل نہ ہوں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لیے دنیا میں رسوائی (جزیہ دینے کی) اور آخرت میں عذاب ہے بڑا۔ علامہ آلوسیؒ روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ امام صاحبؒ نے اسی آیت سے ثابت کیا ہے کہ اہل ذمہ کا مساجد میں داخل ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں جب کہ وہ مغلوب و مقہور ہوں۔

۲۔ آنحضرت ﷺ نے ۹ھ میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ سے اعلان کروایا جو خدا کی طرف سے تھا۔ ﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا وَاِنْ خِفْتُمْ عَیْلَةً فَسَوْفَ یُغْنِیْکُمُ اللّٰهُ﴾ (التوبہ۔ ع ۴)

اے ایمان والو! مشرک (اعتقاداً) ناپاک ہیں (اور چونکہ اعتقادی ناپاکوں کی کوئی عبادت قبول نہیں اس لیے وہ حج کے لیے) مسجد حرام کے قریب بھی نہ پھٹکیں اس سال کے بعد (سال کا لفظ اس لیے فرمایا کہ حج کے لیے آنا سال کے بعد ہی ہوتا ہے) اور اگر تمہیں اے مسلمانوں مفلسی کا اندیشہ ہو (کیونکہ حج کے موقع پر کافر تاجر بھی سامان لاتے اور اسی تجارت سے روزی کا سامان بنتا تو اس کی پرواہ نہ کرو کہ اگر وہ حج کے لیے نہ آئیں گے تو تجارت ختم ہو جائے گی جو اقتصادیات کی جان ہے) اللہ تعالیٰ

تمہیں غنی فرما دیں گے"۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے جب یہ آیت سنائی تو حج کے اتنے بڑے مجمع میں یہی اعلان فرمایا الا لا یحج بعد عامنا هذا مشرک (روح المعانی ص ۷۷ ج ۱۰) کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کے لیے نہ آئے۔ معلوم ہوا کہ اس آیت کا مقصد حج وعمرہ سے مشرکین کو روکنا ہے آیت کا یہی مطلب صراحۃً ہدایہ میں مذکور ہے فرماتے ہیں والآیۃً محمولة علی الحضور استیلاء واستعلاء او طائفین عراۃ کما کانت عادتهم فی الجاهلیة. (ھدایہ ص ۴۷۲)

یعنی سورۃ التوبہ کی اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ غلبہ و بلندی کے ساتھ اتراتے ہوئے حرم میں داخل نہ ہوں یا حج کے لیے ننگے طواف کرتے ہوئے داخل نہ ہوں جیسا کہ جاہلیت میں ان کی عادت تھی دیکھئے احناف نے اس آیت کا انکار نہیں کیا بلکہ اس کا وہی مطلب بیان کیا جو آیت کے سیاق وسباق سے ظاہر ہے اور جس کا اعلان حضرت علیؓ نے نزول آیت کے وقت مجمع حج میں فرمایا تھا۔

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل

سورۃ التوبہ کی اس آیت کے نازل ہونے کے بعد وفد ثقیف حاضر ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد میں ٹھہرایا (ابوداؤد کتاب الخراج باب خبر الطائف ص ۷۷ ج ۲) طبرانی میں ہے کہ فضرب لهم قبة فی المسجد ان کے لیے مسجد میں قبہ لگایا گیا (نصب الرایہ ص ۲۷۰ ج ۴) اور مراسیل ابی داؤد میں حضرت امام حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ جب اس وفد کو حضورؐ نے مسجد میں ٹھہرایا تو آپؐ سے کہا گیا آپ ان کو مسجد میں اتار رہے ہیں حالانکہ وہ مشرک ہیں تو آپ نے فرمایا زمین نجس نہیں ہوتی ہے بے شک ابن آدم نجس ہوتا ہے (نصب الرایہ ص ۲۷۰ ج ۴) اس حدیث سے بھی پتہ چلا کہ مشرک کی نجاست دخول مسجد سے مانع نہیں ہے۔

آیت کی تفسیر نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے

حضرت جابرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سال

کے بعد کوئی مشرک مسجد حرام کے قریب نہ جائے ہاں مگر کوئی غلام یا لونڈی جو کسی حاجت کے لیے جائیں۔ (احکام القرآن ص ۸۹ ج ۳)

صحابی سے تفسیر

حضرت جابر بن عبداللہ صحابیؓ فرماتے ہیں بے شک مشرک نجس ہیں وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ جائیں مگر کوئی غلام یا اہل ذمہ میں سے۔
(تفسیر ابن جریر ص ۷۶ ج ۱۰)

تابعی سے تفسیر

حضرت قتادہؒ تابعی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں اس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد حرام کے پاس نہ جائے مگر وہ مشرک جو کسی مسلمان کا غلام ہو یا جزیہ دینے والا ذمی ہو۔ (تفسیر ابن جریر ص ۷۶ ج ۱۰)

دور فاروقی میں نصرانی کا حرم میں داخلہ

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ایک عیسائی بغرض تجارت آیا تو اس سے عشر لیا گیا وہ دوبارہ آیا تو پھر اس سے عشر کا مطالبہ کیا گیا اس نے عشر دینے سے انکار کیا اور حضرت عمرؓ کے پاس گیا جو اس وقت مکہ مکرمہ حرم پاک میں تھے اور خطبہ میں فرما رہے تھے **ان اللہ جعل البیت مثابة للناس**۔ اس عیسائی نے کہا امیر المومنین زیاد بن حدیر مجھ سے بار بار عشر مانگتے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ عشر سال میں تیرے مال پر صرف ایک دفعہ ہے۔ (کتاب الخراج امام ابو یوسف ص ۱۶۲)

اب اگر امام صاحبؒ نے فرما دیا کہ **لا بأس بان یدخل اهل الذمة المسجد الحرام** (ھدایہ ص ۴۷۲ ج ۴) تو یہ قرآن کی آیت **یَدْخُلُوْهَا خَائِفِیْنَ** کے موافق ہے اللہ کے نبیؐ کے فعل کے موافق ہے اللہ کے نبی۔ صحابی۔ تابعی فرماتے ہیں کہ یہ داخلہ آیت توبہ کے خلاف نہیں، حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مجمع عام میں نصرانی حرم پاک میں داخل ہوا کسی ایک شخص نے بھی اٹھ کر آیت ﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ

نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ... ﴾ پڑھ کر نہ سنائی معلوم ہو گیا کہ ان سب صحابہؓ و تابعینؒ کے نزدیک بھی کسی ذمی کا وقتی طور پر مسجد حرام میں داخلہ کسی آیت یا حدیث کے خلاف نہ تھا۔

الغرض حافظ صاحب نے اس اعتراض میں کئی بددیانتیاں کیں۔

۱۔ آیت۔ یدخلوها خائفین کا انکار کرنا پڑا۔

۲۔ سورۃ التوبہ کی آدھی آیت کا ترجمہ کیا باقی چھوڑ دیا تا کہ سیاق وسباق کا پتہ نہ چلے۔

۳۔ سورۃ التوبہ کی آیت کی تفسیر میں ذمی کو داخل کر کے نبی پاک ﷺ صحابہؓ اور تابعینؒ کی مخالفت کی۔

۴۔ اس آیت کے ساتھ حضرت علیؓ نے جو اعلان فرمایا تھا اس کو چھپایا۔

۵۔ صاحب ہدایہ نے مسئلہ کی دلیل میں وفد ثقیف والی حدیث بیان کی تھی اس کا نام تک نہ لیا۔

۶۔ صاحب ہدایہ نے آیت التوبہ کا جو صحیح محل بیان فرمایا تھا اس کا ذکر تک نہ کیا۔

ڈیڑھ سطر میں ۶ بدعنوانیاں ہیں جن میں نہ قرآن کو معاف کیا نہ صاحب قرآن کو نہ فقہ کو اس کی مثال قادیانی لٹریچر میں ملنی بھی محال ہے حافظ صاحب فقہ کے بغض میں وہ بے ایمانیاں کرتے ہیں کہ قادیانی ریکارڈ بھی توڑ ڈالا۔ ﴿قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ... ﴾

کافر کو عبادت کیلئے مکان کرایہ پر دینا

قال ومن آجر بيتاً ليتخذفيه بيت نار او كنيسة اربيعة اوبياع فيه الخمر بالسواد فلا بأس به وقالا لا ينبغى ان يكريه بشى من ذلك لانه اعانة على المعصية وله ان الاجارة تردعلىٰ منفعة البيت ولهذا يجب عجزو التسليم ولا معصية فيه و انما المعصية بفعل

المستأجر وھو مختار فیہ فقطع نسبتہ عنہ وانما قیدہ بالسواد لانھم لایمکنون من اتخاذا لبیع والکنائس واظھار بیع الخمور والخنازیر فی الامصار لظھور شعائرا الاسلام فیھا قالوا ھذا فی سواد لکوفۃ لان غالب اھلھا اھل الذمۃ فامافی سوادنا فاعلام الاسلام ظاھرۃ فیھا فلا یمکنون فیھا ایضا وھوا لاصح . (ھدایہ ج ۴ ص ۴۷۰)

صاحب ہدایہ نے تین صورتیں مسئلہ کی ذکر فرمائی ہیں۔

(۱) ایک مسلمان کا مکان کسی شہر میں ہے جہاں شعائر اسلام یعنی جمعہ، جماعت عید۔ اقامت حدود جاری ہیں وہاں کسی مسلمان کو وہ مکان ایسے لوگوں کو کرائے پر دینے کی اجازت نہیں۔ اس لئے نہیں کہ یہ ان کے ساتھ تعاون ہے بلکہ اس لیے بھی کہ اس میں شعائر اسلام کا استخفاف ہے۔

(۲) کسی مسلمان کا مکان ایسے گاؤں میں ہے جس میں مسلمان بھی آباد ہیں اور اذان جماعت وغیرہ شعائر اسلام ادا ہوتے ہیں وہاں بھی مکان ان کو کرائے پر دینا جائز نہیں کیونکہ شعائر اسلام ظاہر ہیں۔

(۳) کسی مسلمان کا مکان ایسے گاؤں میں ہے جہاں غالب اکثریت اہل ذمہ کی ہے اور شعائر اسلام کا ظہور نہیں جمعہ یا جماعت بھی نہیں ہوتی ایسے گاؤں میں وہ پہلے ہی غالب ہیں اس لئے ان کو کرائے پر مکان دینے میں نہ تو شعائر اسلام کا استخفاف ہے اور نہ ہی تعاون ہے پس کوئی وجہ حرمت کی نہیں۔

عدم تعاون کی دلیل صاحب ہدایہ نے یہ ذکر کی ہے کہ کرایہ پر تو مکان اس لئے دیا جاتا ہے کہ کرائے پر لینے والا اس مکان سے منفعت حاصل کرے۔ اگر مکان خالی ہی رہے تو بھی کرایہ اس کا ذمہ واجب ہوتا ہے معلوم ہوا کہ کرائے پر دینے کا عمل یہاں تک ہی ہے اس کے بعد جو گناہ ہے وہ کرایہ پر لینے والے کا ہے جس میں وہ مختار

ہے مکان والے کی طرف سے کوئی زبردستی نہیں۔اس لئے اس گناہ میں مکان والے کا کوئی تعاون نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے کہ ایک شخص نے لونڈی فروخت کی خریدار نے بغیر استبراء اس سے صحبت کی تو اس میں بیچنے والے کو کوئی گناہ نہیں یا کسی نے غلام فروخت کیا خریدار نے اس غلام سے اغلام بازی کی تو اس گناہ میں بیچنے والا ہرگز شریک نہیں۔حافظ صاحب یہ تو ظاہر ہے کہ کوئی مسلمان کسی کافر کو رہائش کے لئے مکان دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں مگر وہ کافر اس مکان میں اپنے طرز پر عبادت بھی کرے گا آتش پرست آگ کی پوجا کرے گا صلیب پرست صلیب کی۔ بت پرست بت کی تو کیا آپ کرایہ پر دینے والے کو اس کا معاون سمجھیں گے۔ کسی کرایہ دار نے کرایہ کے مکان میں زنا کیا۔شراب پی یا قتل ناحق کیا تو کیا مالک مکان پر آپ حدود جاری کرائیں گے۔

آپ نے جو قرآن کی آیت پیش کی نہ اس کا ترجمہ اس مسئلہ کا رد نہ اس کا شان نزول یہ مسئلہ نہ کسی حدیث صحیح سے ثابت کہ دوسرے کے فعل مختار میں مالک مکان معاون ہوتا ہے محض بے موقع آیت پڑھی اور مفت کا گناہ کمایا۔معلوم ہو گیا کہ آپ کو نہ قرآن آتا ہے نہ فقہ

نہ ہوئے علم سے واقف نہ دین حق کو پہچانا
پہن کر جبہ و شملہ لگے کہلانے مولانا

شیرۂ انگور (مثلث)

قرآن پاک میں یہ پڑھا ہے کہ جب ملاء اعلیٰ کی میٹنگ ہوتی ہے تو شیطان پوری میٹنگ سے ایک آدھ بات اچک لیتا ہے پھر اس کے ساتھ بفرمان رسول جھوٹ ملا کر پھیلاتا ہے یہی طرز عمل فقہ کے ساتھ لامذہبوں کا ہے۔ہدایہ میں مسئلہ یہ ہے کہ شیرۂ انگور کو اگر اتنا پکایا جائے کہ اس میں شدت آجائے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حلال ہے...... ہاں اگر شیرہ کو اتنا پکایا جائے کہ اس کی دو تہائی جل جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے تو وہ ہرگز حلال نہیں (ہدایہ ج ۴ ص ۴۹۴ و ۴۹۵)

یہ مسئلہ اس وقت ہے جب کوئی ضرورت شدیدہ مثلاً (ایک شخص اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ وہ فرض عبادت بھی ادا نہیں کرسکتا اور اس کے پینے سے اس میں طاقت آتی ہے اور وہ عبادت کرسکتا ہے تو) عبادت پر طاقت حاصل کرنے کے لئے پی سکتا ہے ورنہ اگر لہو وطرب مقصود ہو تو بالاتفاق حلال نہیں۔ (ہدایہ ج ۴ ص ۴۹۴)

حافظ صاحب نے پہلے تو ہدایہ کی عبارت کا ترجمہ غلط کیا اشتد کا ترجمہ نشہ کیا جو غلط ہے اگر حافظ صاحب کے نزدیک یہ ترجمہ صحیح ہے تو حضرت عمرؓ جو نبیذ پیتے تھے اس کے بارہ لفظ ہے فکان اشد النبیذ (طحاوی ج ۲ ص ۳۵۹) کیا یہاں بھی وہ یہ ہی ترجمہ کریں گے کہ بہت نشہ آور نبیذ پیتے تھے۔

(دوم) امام صاحبؒ کے نزدیک لہو وطرب کے لئے حرام ہے اس کا ذکر تک حافظ صاحب نے نہ کیا اور ضرورت کے حکم کو حکم عام بنا کر پیش کر دیا جیسے بوقت ضرورت شدیدہ مردار کھانے کا جواز قرآن میں ہے اب کوئی اس کو عام حکم بنا کر پیش کرے تو کتنا بڑا جھوٹ ہے۔

(۳) اس مسئلہ کے خلاف کوئی صریح حدیث حافظ صاحب پیش نہیں کر سکے جس میں حضورؐ کا فرمان ہو کہ شیرۂ انگور کو پکایا جائے اگر دو ثلث جل جائے ایک ثلث رہ جائے تو بھی بوقت ضرورت حرام ہے ایسی کوئی حدیث ہو تو حافظ صاحب پیش کریں۔

(۴) حضرت عمرؓ حضرت ابوعبیدۃ بن الجراحؓ اور حضرت معاذؓ طلاء مثلث کو جائز کہتے تھے۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۸)

(۵) حضرت براء بن عازبؓ اور حضرت ابوجحیفہ تو نصف جل جانے کے بعد بھی پی لیتے تھے۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۸)

(۶) حضرت ابودرداءؓ الخمر شراب میں مچھلی ڈال کر دھوپ میں رکھ دیتے پھر فرماتے کہ مچھلی نے شراب کو ذبح کر دیا ہے۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۲۶)

(۷) حضرت محمود بن لبید فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ملک شام تشریف لے گئے

وہاں کے لوگوں نے شکایت کی کہ ہمارے علاقہ میں ایک وبا ہے جو فلاں چیز پینے کے بغیر نہیں جاتی آپؓ نے فرمایا کہ شہد استعمال کرو انہوں نے کہا کہ شہد سے ٹھیک نہیں ہوتی تو انہوں نے اس کو پکایا یہاں تک کہ دو تہائی جل گیا اور ایک تہائی باقی رہا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو چکھا فرمایا یہ تو طلاء کی مثل ہے پھر ان کو پینے کی اجازت دی۔ (ص ۳۵۸ مؤطا امام مالک) دیکھئے بوقت ضرورت مثلث کے پینے کی حضرت عمرؓ نے اجازت دے دی اور اس قسم کے مشروبات کا پینا حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابو عبیدہؓ حضرت معاذؓ۔ حضرت براءؓ وغیرہ جلیل القدر صحابہؓ سے ثابت ہے کیا حافظ صاحب معاذ اللہ اب احناف کی ضد میں ان صحابہؓ کو بھی منکر حدیث اور شرابی کہیں گے۔ (معاذ اللہ) حافظ صاحب یاد رکھیں اس مثلث کی حرمت کے فتویٰ سے کئی صحابہؓ کا فاسق ہونا معاذ اللہ لازم آتا ہے۔

"اجرت دیکر زنا کرے تو حد نہیں" (حد اور تعزیر کا فرق)

حافظ صاحب نے یہ مسئلہ اجمالاً نقل کر دیا ہے نہ اس کو مسئلہ کی سمجھ ہے اور نہ ہی دوسرے لامذہبوں کو وہ یہ مسئلہ بیان کر کے کبھی تو کہا کرتے ہیں کہ یہ فعل احناف کے ہاں گناہ نہیں بالکل جائز ہے کبھی کہا کرتے ہیں کہ حد نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان پر کسی قسم کی سزا نہیں۔ حالانکہ یہ محض فریب ہے۔

اسلام میں جو کام گناہ کبیرہ ہیں ان پر شرعی سزا دی جاتی ہے۔ اس سزا کی دو قسمیں ہیں ایک حد دوسری تعزیر، حد وہ سزا ہے جو نص قطعی یا اجماع قطعی سے مقرر ہو اس میں کمی بیشی کا اختیار کسی کو نہیں یہ حدود قیاس و اجتہاد سے ثابت نہیں ہوتیں اور بنص حدیث شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں۔

دوسری قسم کی سزا تعزیر ہے جو ہر اس گناہ پر لگائی جاتی ہے جس میں شرعی حد ثابت نہ ہو یا شبہ کی وجہ سے حد ساقط ہو جائے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کل مرتکب معصیة لا حد فیها فیها التعزیر (درمختار ج ۳ ص ۱۸۲) ہر وہ گناہ جس میں حد نہ

ہو (لا حد) ان میں تعزیر ہے من ارتکب جریمة لیس فیه حد مقرر (ہدایہ ج ۲ ص ۵۱۶) جس شخص نے ایسے گناہ کا ارتکاب کیا جس میں حد مقرر نہیں تو تعزیر لگائی جائے گی۔

تعزیر کی سزا قید سے بھی دی جاسکتی ہے کوڑوں سے بھی مثلاً ۷۹ کوڑے یا ۹۹ کوڑے اور قتل سے بھی ویکون التعزیر بالقتل (درمختار ج ۳ ص ۱۷۹) یہ تعزیر کوئی معمولی سزا نہیں بلکہ تعزیر کے کوڑے زنا کی حد کے کوڑوں سے بھی زیادہ سختی سے لگائے جاتے ہیں (درمختار ج ۳ ص ۱۸۲، ۱۸۱) معلوم ہوا کہ حد نہ ہونے کا یہ مطلب لینا کہ کوئی گناہ نہیں یا کوئی سزا نہیں ایک بہت بڑا فریب ہے۔ اگر اب بھی لامذہب ضد کریں تو ہم ان کو یہ لفظ حدیث کی کتابوں میں دکھاتے ہیں وہاں بھی یہی ترجمہ کریں عن ابن عباسؓ من اتی بھیمة فلا حد علیه۔ (ترمذی ج ۱ ص ۱۲۲۹ ابن ماجہ ص ۱۸۷)

حضرت عمرؓ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا جس نے کسی چوپائے سے بدفعلی کی تھی آپ نے اس پر حد نہیں لگائی (کتاب الآثار محمد ص ۹۲) حضرت علیؓ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا جس نے کسی چوپائے سے بدفعلی کی تھی انہوں نے حد نہیں لگائی (المبسوط للسرخسی ج ۹ ص ۱۰۲) کیا اب آپ ایک اشتہار شائع کریں گے (معاذ اللہ) حضرت عمرؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت ابن عباسؓ۔ ترمذی اور ابن ماجہ کے نزدیک اگر کوئی شخص کسی گدھی، گھوڑی، بلی، کتیا، گیدڑی، خنزیری، بکری، بھیڑ وغیرہ سے بدفعلی کرے تو کوئی حد نہیں بالکل جائز ہے کسی قسم کا گناہ نہیں نہ ہی کسی قسم کی سزا ہے ورنہ فقہ میں موجود لفظ ''حد نہیں'' سے عوام کو گمراہ نہ کریں۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں حدود میں قیاس کو دخل نہیں مثلاً مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور شراب چاروں حرام ہیں مگر حد صرف شراب پر ہے مردار، خون اور خنزیر کا گوشت کھانے پر حد نہیں۔ اسی طرح کسی کو زنا کی تہمت لگانا حرام ہے اس پر ۸۰ کوڑے حد ہے اور وہ مردود الشہادت بھی ہے اور فاسق بھی اور کسی مسلمان کو کافر کہنا اس سے بھی بڑا گناہ ہے مگر اس پر حد شرعی مقرر نہیں (طحاوی ج ۲ ص ۹۸) اب مردار

کھانے۔خون پینے خنزیر کھانے۔کسی کو کافر کہنے پر کسی حدیث صحیح صریح غیر معارض سے حد ثابت کریں کہ کتنے کوڑے ہیں اگر ثابت نہ کر سکیں اور قیامت تک نہیں کر سکیں گے تو مردار کھانا شروع کر دیں خون پینا اور خنزیر کھانا شروع کر دیں۔اپنی جماعت کو کافر کہنا شروع کر دیں اگر یہ پسند نہ ہو تو فقہ کی کتاب میں حد نہ ہونے کا لفظ دیکھ کر لوگوں کو مغالطے نہ دیں۔

لامذہب غیر مقلدو! بتاؤ سود کھانے والے، پیشاب پینے والے، پاخانہ کھانے والے نذر لغیر اللہ دینے اور کھانے والے پر حدیث صحیح سے کتنے کوڑے حد ثابت ہے اگر حد ثابت نہ کر سکو تو ان پر عمل کر کے دکھاؤ۔

لامذہبو! بتاؤ غیر اللہ کو پکارنے، قبروں، تعزیوں کو سجدہ کرنے والوں کسی بزرگ کے مزار کا حج وطواف کرنے والوں، عید میلاد النبی کے جلوس نکالنے والوں تیجا ساتواں چالیسواں کرنے والوں۔وغیرہ پر حدیث صحیح میں کتنے کوڑے حد ثابت ہے اگر ثابت نہ کر سکو تو ان کاموں کو کرنا شروع کر دو لوگوں کو کہو کہ نہ یہ گناہ ہیں نہ ان پر کوئی سزا ہے کیونکہ ثابت نہیں۔

حافظ جی بتایئے اپنی بیوی جب حیض کی حالت میں ہو یا نفاس میں مبتلا ہو یا احرام باندھ کر حج کر رہی ہو یا اس نے رمضان کا فرض روزہ رکھا ہوا ہو یا فرض نماز ادا کر رہی ہو اس سے صحبت کرنا حلال ہے یا حرام اگر حرام ہے تو اس پر مرد پر کتنے کوڑے حد شرعی مقرر ہے۔ذرا احادیث صحیحہ سے ثابت کر دیں۔یا ان سب کے جواز کا فتویٰ دیں۔

راولپنڈی کے ۲۶ فروری ۱۹۸۴ء کے مناظرہ میں جب ان میں سے ایک ایک بات پیش کر کے مطالبہ کیا گیا کہ یا تو ان میں سے ہر ایک کام پر ایک ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کر کے حد ثابت کر دیا ان کے جواز اور استعمال کا فتوٹی دو تو سب لامذہب مولویوں کا پسینہ بہہ رہا تھا ایک حدیث بھی پیش نہ کر سکے۔اپنی انتہائی ذلّت کی وجہ سے عوام کے سامنے نظر بھی نہ اونچی کرتے تھے۔جھوٹ پر جھوٹ بولتے جا رہے تھے مگر ان میں سے ایک بھی حدیث پیش نہ کر سکے۔

حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں

احادیث نبویہ اور اجماع امت سے یہ بات ثابت ہے کہ حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں۔ آئمہ اربعہ میں تو اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ شوکانی صاحب غیر مقلد بھی لکھتے ھیں ویسقط بالشبهات المحملة (درر بہیہ) نواب صدیق صاحب غیر مقلد اس جملہ کی شرح میں فرماتے ہیں۔ لحديث ابی هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ ادرؤا الحدود على المسلمين مااستطعتم فان كان له مخرج فخلو اسبيله فان الامام ان يخطيئ في العفو خيرمن ان يخطئ في العقوبة.

وقد رواه الترمذی ص۲۲۴ ایضاً من حديث الزهری عن عروة عن عائشةؓ وقد اعل بالوقف واخرج ابن ماجه ص۱۸۵ من حديث ابی هريرةؓ مرفوعاً بلفظ ادفعوا الحدود ما وجدتم لها مدفعاً و قدروی من حديث علیؓ مرفوعاً ادرؤا الحدود بالشبهات وروى نحوه عن عمرو ابن مسعود باسناد صحيح و فی الباب من الروايات مايعضد بعضه بعضاً ومما يويد ذالک قوله ﷺ لوكنت راجماً احدًا بغير بينة لرجمتها يعنى امرأة العجلانی كما فی الصحيحين من حديث ابن عباسؓ (الروضة النديه ص۲،۳۵۵/۲۷۰)

راولپنڈی کے مناظرہ میں ہم نے لا مذہب مناظر سے پوچھا زنا موجب حد کی شرعی تعریف، اور شبہہ کی شرعی تعریف قرآن کی صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث سے کرو لیکن سارے لا مذہب مولوی صم بکم بنے بیٹھے تھے وہ قرآن حدیث سے یہ تعریفیں نہ دکھا سکے پھر ہم نے کہا کہ جو تعریفیں فقہاء نے لکھی ہیں ان کا غلط ہونا صحیح صریح احادیث سے ثابت کر دو لیکن یہاں بھی وہ کوئی حدیث پیش نہ کر سکے۔ لوگ حیران تھے کہ رات دن حدیث کی گردان کرنے والے مطلوبہ احادیث میں سے ایک بھی حدیث پیش نہ کر سکے اور ان کی جہالت کا راز فاش ہو گیا۔